OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 28, Issue, 2, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

اسمائے باری تعالیٰ سے متعلقہ کلامی مباحث: تراجم ابواب بخاری کا اختصاصی مطالعہ

Theological Discourses Related to the Names of Allah: Specialized Study of Tarajim-e-Abwab of Sahih Bukhari

Ahsan Mahmood
Lecturer Islamic Studies, Federal Medical College, Islamabad
Email: ahsanmahmood@fmdc.edu.pk.com
Mahnoor Saif
Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore
Email: mahnoorsaif32@gmail.com

Abstract

KEYWORDS:

Asmaa, Names of Allah, Bukhari, Theology, Jahmiyya, Muattila, Kalami

Date of Publication:
30-12-2023

The concept of Tawheed-e-Asmaa wa Sifaat or the oneness of Allah in his names and attributes is one of the most important categories of Tawheed. We can't worship Allah in a true sense without having a deep understanding of the names and attributes of Allah. Knowing the names and attributes of Allah enables us to worship him more efficiently. There are many theological discourses related to the names of Allah in classical Islamic tradition. Imam Bukhari, the author of Sahih Bukhari in his book discussed some of the important discourses related to Allah's names and refuted the misguided approaches in the light of Quran and Sunnah. Some groups of Muslims like Jahmiyya claimed that the names of Allah are creations and these names are separate from Allah, and Muattila claimed that names lack meanings. Imam Bukhari refuted these views, providing Quranic and Sunnah-based arguments that the names of Allah are not creations and carry profound meanings, as described by Allah and His Prophet. In this article other theological discourses like whether names are divine or based on Aqal, whether they are countable or countless, and whether multiple names are against monotheism. Finally, the article draws general conclusions derived from the discourse on the names of Allah.

توحید اسماء و صفات کا دین میں مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے اور اس کی اہمیت نہایت عظیم ہے۔انسان کے لیے اس وقت تک مکمل واکمل طریقے سے اللہ کی عبادت کرنا ممکن نہیں جب تک اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماءوصفات کا صحیح طریقے سے علم نہ ہو۔اس علم کی برکت سے وہ بڑی بصیرت کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکتا ہے۔

اسمائے باری تعالیٰ کے متعلق جاننا،ان کا علم حاصل کرنا اور ان پر صدق دل سے یقین رکھنا ایمان میں اضافے کا سبب ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے۔اس علم کی فضیلت کے متعلق متعدد آیات وحدیث وارد ہیں جیسے کہ صحیح بخاری ابوہریرہؓ سے مروی حدیث ہے کہ:

"إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الجَنَّةَ"[1]

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انھیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

یہ حدیث اس بات کی طرف واضح اشارہ فرمارہی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماءوصفات کی معرفت حاصل کرنے والے،ان کے معانی کی فقہ وفہم طلب کرنے والے اور ان کے مقتضیٰ پر عمل کرنے والا کا ٹھکانہ صرف جنت ہی ہے۔بعض علماء کرام نے توحید اسماءوصفات کے علم کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔حافظ ابن القیمؒ نے اپنی کتاب "مفتاح دارالسعادۃ" میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے علم کو ہر علم کی اصل کہا ہے اور اس کی معرفت کو بندہ کی ہر سعادت وکمال اور دنیا وآخرت کی تمام مصالح کی اساس قرار دیا ہے۔بندہ کی تمام تر سعادت اللہ کی ذات وصفات کی معرفت کے ساتھ قائم ہے،جبکہ اسماءوصفات سے جہل اصل شقاوت ہے اور یہ کیوں نہ ہو اس سے شقی کون ہو سکتا ہے جسے اپنے محبوب کا تعارف ہی نہ ہو۔

مگر افسوس بفحوائے قولہ تعالیٰ" وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ"[2] توحید کی اس انتہائی اہم قسم کے تعلق سے بہت سے گمراہ فرقے الحاد وزنادقہ کا شکار ہو گئے۔چنانچہ جہم بن صفوان کے پیروکاروں یعنی جہمیہ نے اللہ کی صفات کا ہی انکار کر ڈالا اسلیے انھیں نفاۃ یا معطلہ بھی کہتے ہیں۔امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جہم بن صفوان نے تشبیہ کے خود ساختہ محذور سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفات کا اس قدر انکار کیا کہ یہاں تک کہہ گیا کہ اللہ تعالیٰ کچھ نہیں ہے۔اسی طرح جہمیہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں کو مخلوق قرار دیا اور اللہ کی ذات سے

علیحدہ قرار دیا اور اس معاملے میں گمراہی کا شکار ہو گئے۔ مقالات اسلامیین میں ابو الحسن اشعریؒ جہمیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"الذين يقولون: إن أسماء الله غير الله، وما كان غيره فهو مخلوق"[3]

یعنی جہمیہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اسماء اللہ کا غیر ہے اور جو بھی اللہ کا غیر ہے وہ مخلوق ہے۔ اس طرح جہمیہ نے اللہ کے اسماء وصفات میں بھی تحریفات کا دروازہ کھولا۔

امام بخاریؒ نے کتاب التوحید میں توحید اسماء وصفات کے متعلقہ بہت سے امور کو ذکر کیا ہے اور متعدد تراجم ابواب قائم کیے ہیں۔ ان تراجم ابواب سے نہ صرف اہل السنہ والجماعۃ کا توحید اسماء وصفات کے متعلق مؤقف واضح کیا ہے بلکہ براہین قاطعہ سے اہل بدعت پر رد بھی کیا ہے اور ان اہم قواعد کے بارے میں دلائل ذکر کیے ہیں جو اسماء وصفات کے متعلق اہل السنہ نے اپنائے۔ ہم اس مقالہ میں اسمائے باری تعالیٰ کے متعلق ان مباحث کا جائزہ لیں گے جو امام بخاریؒ نے کتاب التوحید کے تراجم میں درج کیے ہیں۔

اسمائے باری تعالیٰ سے متعلقہ مباحث:

اسماء، اسم کی جمع ہے اور اسمائے باری تعالیٰ کا مطلب ہے اللہ کے نام، اہل السنہ وہ الجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسماء یعنی نام ثابت ہیں۔ اللہ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اپنے ناموں کے ساتھ اپنا تعارف کروایا۔ یہ نام توقیفی ہیں یعنی اللہ کی طرف سے ہی ہیں اس میں عقل یا اجتہاد کو کوئی دخل نہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی قسم کی باطل تاویل کی جائے گی بلکہ اسی طرح ان پر ایمان لایا جائے گا جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی۔ اسمائے باری تعالیٰ غیر مخلوق ہیں اور ان کے ذریعے ویسے ہی دعا کی جائے گی اور وسیلہ طلب کیا جائے گا جیسے اللہ کی ذات کا وسیلہ طلب کیا جاتا ہے۔ ذیل میں اسمائے باری تعالیٰ کے متعلق ان مباحث کا ذکر کیا جا رہا ہے جو الجامع الصحیح کے تراجم ابواب سے مستنبط ہوتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے اسماء کا اثبات:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے متعدد ناموں کا ثبوت صریح نصوص سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے کئی ایک نام ذکر کئے اور احادیث میں بھی اللہ کے ناموں کا ذکر صراحت سے ہے۔

امام بخاریؒ کتاب التوحید کا دوسرا ترجمۃ الباب سورۃ بنی اسرائیل کی درج ذیل آیت کریمہ سے قائم کرتے ہیں کہ:

"بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الأَسْمَاءُ الحُسْنَى"[4]

"یہ باب اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں ہے کہ: "اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ چاہے تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، تم (اللہ کے) جس نام سے بھی پکارو گے اس کے تمام نام ہی اچھے ہیں۔"

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ نے اس بات کا اثبات کیا ہے کہ اللہ کا نام رحمٰن ہے جو ذاتی نام "اللہ" کے علاوہ ہے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے ذاتی نام کے علاوہ اور بہت سے صفاتی نام ہیں۔ لہٰذا ان اسماء میں سے کسی نام کو بھی اللہ کے لیے استعمال کرنا درست ہے۔

اس آیت کا پس منظر یہ بھی ہے کہ یہود اللہ کے نام "الرحمٰن" سے واقف نہیں تھے اور عربوں میں یہ نام معروف بھی نہیں تھا۔ اس لیے انھیں اس نام سے چڑ تھی۔ جس کا ذکر اللہ نے یوں فرمایا:

"وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ"[5]

"جب انھیں کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ 'رحمٰن' کیا ہوتا ہے۔"

تو اول الذکر آیت کریمہ کے ذریعے اللہ کے لیے اسماء کا اثبات کیا گیا اور ساتھ میں یہ بھی اشارہ کیا گیا کہ اللہ کے لیے متعدد نام ثابت ہیں اس میں سے کسی کا بھی انکار کرنا جائز نہیں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اسماء کے اثبات کی بات ہے تو دیگر متعدد آیات و احادیث موجود ہیں جن میں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے جن میں اللہ کے لیے لفظ "اسم" کا اثبات ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى"[6]

"اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں۔"

"اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى"[7]

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اسی کے لیے اچھے نام ہیں۔"

"سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى"[8]

"اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو بہت بلند ہے۔"

جہاں تک ان احادیث کی بات ہے جس میں اللہ کے لیے لفظ اسم کا اثبات کیا گیا ہے تو وہ بے شمار ہیں ان میں سے دو درج ذیل ہیں۔ امام بخاریؒ سوتے وقت دعا کے لیے جو روایت لے کر آئے ہیں اس میں اللہ کے لیے لفظ اسم کا اثبات ہے۔

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ دعا پڑھتے:

"اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وأَحْيا"[9]

غرض یہ کہ متعدد آیات و احادیث سے اللہ کے لیے اسماء کا اثبات ہوتا ہے۔ ان نصوص سے ان جہمیہ کا رد ہوتا ہے جو اللہ کے لیے لفظ اسم کے قائل نہیں۔

اسمائے باری تعالیٰ توقیفی ہیں یا اجتہادی:

اللہ تعالیٰ کے ناموں کے اثبات کے بعد ایک اہم بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کیا توقیفی[10] ہیں یا اس میں اجتہاد کا کوئی عمل دخل ہے۔ یعنی کیا ان ناموں کے اثبات کے سلسلے میں صرف کتاب و سنت کی نصوص پر ہی اکتفا کیا جائے گا یا عقلاً یا اجتہاداً کوئی گنجائش ہے کہ انھیں بیان کیا جائے یا کسی نام کو اللہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ معتزلہ و کرامیہ کے مطابق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نام اجتہادی ہیں شریعت پر موقوف نہیں، بلکہ عقلی استدلالات اور اجتہاد سے بھی اسماء اللہ کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اہل السنہ والجماعۃ میں ابو بکر الباقلانی کی رائے بھی یہی ہے لیکن جمہور اہل السنہ والجماعۃ کے نزدیک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں یعنی اس سلسلے میں صرف کتاب و سنت کی نصوص پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ امام بخاریؒ نے بھی الجامع الصحیح میں اللہ کے اسماء کے سلسلے میں صرف اور صرف قرآن و سنت کی نصوص پر اکتفا کیا ہے کہیں بھی کوئی اور قول نہیں لے کر آئے بلکہ کتاب التوحید کے اکثر تراجم ابواب قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے قائم کیے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے ناموں کے اثبات کے سلسلے میں فقط نصوص پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

ابن حجرؒ فتح الباری میں علامہ قشیریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"قالَ أبُو القاسِمِ القُشَيْرِيُّ الأسْماءُ تُؤْخَذُ تَوْقِيفًا مِنَ الكِتابِ والسُّنَّةِ والإجْماعِ فَكُلُّ اسْمٍ ورَدَ فِيها وجَبَ إطْلاقُهُ فِي وصْفِهِ وما لَمْ يَرِدْ لا يَجُوزُ ولَوْ صَحَّ مَعْناهُ"[11]

یعنی اللہ تعالیٰ کے نام منصوص اور توقیفی ہیں اور اس میں قرآن کریم سنت نبویہ اور اجماع ہی کو ملحوظ رکھا جائے گا، چنانچہ ان تینوں اصولوں میں اگر کوئی نام وارد ہوا ہے تو اللہ پر بطور وصف اس کا اطلاق درست ہو گا اور جو نام اور وصف ان تینوں اصولوں میں نہ آیا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں اس کا استعمال جائز نہیں، اگر چہ اس کے معنی درست ہوں۔

اسی طرح دیگر ائمہ نے بھی اسمائے باری تعالیٰ کے لیے نصوص پر اکتفا کو ذکر کیا۔[12] علامہ قرطبیؒ تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

”وهِيَ بِتَوْقِيفٍ لا يَصِحُّ وضْعُ اسم لله ينظر إلّا بِتَوْقِيفٍ مِنَ القُرْآن أوِ الحَدِيثِ أوِ الإجْماعِ“13

”اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں قیاس اور نظر و فکر کر کے اللہ تعالیٰ پر کسی نام کا اطلاق کرنا صحیح نہیں، سوائے ان ناموں کے جو قرآن اور حدیث میں وارد ہوئے ہیں یا ان پر امت کا اجماع ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السمع والبصر والفؤاد كُلُّ أولئك كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً“14

”جس بات کی تجھے خبر نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کی پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔“

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ“15

”(میرے رب نے یہ حرام کیا ہے) کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ کے بارے میں ایسی بات کہو جس کو تم نہیں جانتے۔“

کشف الباری میں ہے کہ:

”نصوص میں جو اوصاف اللہ تعالیٰ کے بطور اسم ثابت نہیں، ان کے ساتھ اللہ کو پکارنا مناسب نہیں، چنانچہ 'یا رحیم' کہہ سکتے ہیں 'یا رقیق' نہیں، اسی طرح 'یا قوی' کہہ سکتے ہیں لیکن 'یا جلید' کہنا درست نہیں۔“[16]

حاصل یہ کہ اللہ جل شانہ کے اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں اپنی طرف سے اللہ کے اسماء میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایسانام رکھنا جو اس نے اپنی ذات مبارکہ کے لیے پسند نہیں فرمایا، یا اس کے رکھے ہوئے کسی نام کا انکار کر دینا، اس کے حق میں بہت بڑا ظلم ہے، لہٰذا اس سلسلے میں ادب کا پہلو اختیار کرنا اور کتاب و سنت کی دلیل پر اکتفا کرنا بہت ضروری ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی الجامع الصحیح میں اللہ کے اسماء کے سلسلے میں صرف اور صرف قرآن و سنت کی نصوص پر اکتفا کیا ہے کہیں بھی کوئی اور قول نہیں لے کر آئے بلکہ کتاب التوحید کے اکثر تراجم ابواب قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے قائم کیے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے ناموں کے اثبات کے سلسلے میں فقط نصوص پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

اسم اور مسمی کی عینیت کی بحث:

جہمیہ کے نزدیک اللہ کے اسماء مخلوق ہیں۔ کیونکہ اسم مسمی کا غیر ہے یعنی اسم اور مسمیٰ میں مغایرت پائی جاتی ہے۔ اس لیے اللہ کی ذات الگ ہے اور اللہ کے اسماء علیحدہ چیز ہیں۔ جہمیہ سے پہلے اس طرح کی بحث کا کہیں وجود نہ تھا نہ احادیث میں اور نہ آثار میں لیکن بعد میں جہمیہ نے جب اسماء وصفات کے متعلق بدعات جاری کی تو اس طرح کی باتیں شروع کر دی اور ان کے بعد معتزلہ نے بھی ان کی موافقت کی کہ اسمائے باری تعالیٰ مخلوق ہیں۔ ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں کہ:

”وأمّا القَوْلُ فِي الِاسْمِ: أهُوَ المسَمّى أمْ غَيْرُ المسَمّى؟ فَإنَّهُ مِنَ الحَماقاتِ الحادِثَةِ الَّتِي لا أثَرَ فِيها فَيُتَّبَعُ، ولا قَوْلَ مِن إمامٍ فَيُسْتَمَعُ“17

”اسم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مسمی کا عین ہے یا مسمی کا غیر، اس طرح کی حماقت آمیز باتیں بعد کی پیداوار ہیں، آثار میں ایسی کوئی بات نہیں جس کی اتباع کی جائے، اور نہ ہی ائمہ میں سے کسی کا ایسا قول ہے۔“

بلکہ ائمہ عظام نے بڑی سختی سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے تھے کہ اسماء مخلوق ہیں یا اسم، مسمی کا غیر ہے اور اس حد تک رد کیا کہ بعض نے انھیں زنادقہ اور بعض نے کفر سے تعبیر کیا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

”إذا رَأيْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ :الِاسْمُ غَيْرُ المسَمّى فاشْهَدْ عَلَيْهِ بِالزَّنْدَقَةِ“18

"جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو یہ کہتا ہے کہ اسم، مسمیٰ کے علاوہ ہے تو گواہ ہو جاؤ کہ وہ زنادقہ میں سے ہے۔"

اسی طرح کے اقوال اسحاق بن راہویہ، نعیم بن حماد، محمد بن اسلم طوسی اور ابن جریر طبری رحمہم اللہ سے بھی منقول ہے اور حتیٰ کہ احمد بن حنبلؒ فرماتے تھے کہ ایسا شخص کافر ہے[19]۔ اکثر شارحین حدیث نے جہمیہ کے اس باطل نظریے کا احادیث کی روشنی میں بڑی تفصیل سے رد کیا ہے۔ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

"قَالَ بن أَبِي حَاتِمٍ فِي كِتَابِ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ ذَكَرَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ أَنَّ الْجَهْمِيَّةَ قَالُوا إِنَّ أَسْمَاءَ اللَّهِ مَخْلُوقَةٌ لِأَنَّ الِاسْمَ غَيْرُ الْمُسَمَّى وَادَّعَوْا أَنَّ اللَّهَ كَانَ وَلَا وُجُودَ لِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَهَا ثُمَّ تَسَمَّى بِهَا قَالَ فَقُلْنَا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَالَ (سَبِّحِ اسْم رَبك الْأَعْلَى) وَقَالَ (ذَلِكُم الله ربكُم فاعبدوه) فَأَخْبَرَ أَنَّهُ الْمَعْبُودُ وَدَلَّ كَلَامُهُ عَلَى اسْمِهِ بِمَا دَلَّ بِهِ عَلَى نَفْسِهِ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اسْمَ اللَّهِ مَخْلُوقٌ فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ نَبِيَّهُ أَنْ يُسَبِّحَ مَخْلُوقًا"[20]

"ابن ابی حاتم نے "کتاب الرد علی الجھمیہ" میں بیان کیا ہے کہ نعیم بن حماد نے ذکر کیا کہ جہمیہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مخلوق ہیں، کیونکہ اسم مسمیٰ کا غیر ہے (اسم سے مراد نام ہے اور مسمیٰ سے مراد جس کا نام رکھا گیا ہے) اور انھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ازل میں اللہ تعالیٰ تھا اور ان اسماء کا وجود نہیں تھا، پھر اللہ نے ان اسماء کو پیدا کیا اور ان کے ساتھ اپنا نام رکھا۔ ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ ہم ان کے جواب میں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھیے جو سب سے بلند ہے۔" اور اللہ نے فرمایا کہ: "یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے سو تم اسی کی عبادت کرو۔" پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ معبود ہے اور اس کا کلام اس کے اسم پر دلالت کرتا ہے جس طرح اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے، پس جس کا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم مخلوق ہے تو اس نے یہ زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ وہ مخلوق کی تسبیح اور تنزیہہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم کی تسبیح کا حکم دیا ہے۔"

امام بخاریؒ نے ایک ترجمۃ الباب قائم کیا ہے جس سے جہمیہ اور ان کے ہم نوا ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جن کے نزدیک اسمائے باری تعالیٰ مخلوق ہیں۔ امام بخاریؒ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں:

"بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَالِاسْتِعَاذَةِ بِهَا"[21]

”یہ باب اس بات کے بیان میں ہے کہ اللہ کے اسماء کے وسیلے سے سوال کرنا اور اس کے ذریعے استعاذہ طلب کرنے کے بارے میں۔“

امام بخاریؒ ؒ کے اس ترجمۃ الباب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے ناموں کے ذریعے وسیلہ طلب کرنا اور استعاذہ یعنی پناہ حاصل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے اسماء مخلوق نہیں کیونکہ وسیلہ اور استعاذہ خالق کا ہی طلب کیا جاتا ہے نہ کہ مخلوق کا۔ چونکہ یہ مخلوق نہیں لہٰذا یہ عین ذات باری تعالیٰ ہیں نہ کہ اللہ کا غیر۔

شارح بخاری ابن بطالؒ اس ترجمۃ الباب کے تحت فرماتے ہیں کہ:

”غرضه فى هذا الباب أن يثبت أن الاسم هو المسمى فى الله على ما ذهب إليه أهل السنة، وموضع الاستدلال منه قوله (صلى الله عليه وسلم) : (باسمك ربى وضعت جنبى، وبك أرفعه) وقوله فى حديث حذيفة: (باسمك أحيا وأموت) ومعناه: بإقدارك إياى على وضع جنبى وضعته، وبإقدارك إياى على رفعه أرفعه، وبإحيائك أحيا وبإماتتك أموت، فحذف (صلى الله عليه وسلم) باسمك ربى وضعت جنبى، ثم قال: وبك أرفعه، فذكر الاسم مرة، ولم يذكره أخرى، فدل أن معنى قوله: باسمك. معنى قوله: بك؛ إذ لو كان ذكره للاسم يفيد غير ما يفيد ترك ذكره لتخالف المعنيان، ولوجب أن يكون اسمه غيره وذلك محال؛ لأن ذلك يؤدى إلى أن يكون قوله (صلى الله عليه وسلم) : باسمك وضعت جنبى كقوله: بغيرك وضعت جنبى. وقوله: وباسمك أحيا وأموت: بغيرك أحيا وأموت. وهذا كفر بالله تعالى. ويكون قوله: وبك أرفعه، وقوله: الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور يراد به الله فيكون بعض الدعاء لله وصرف الأمر فيه إليه، ويكون بعض الدعاء وصرف الأمر فيه إلى غير الله، وهذا كفر صريح لا يخفى“22

امام بخاری کی اس باب سے غرض یہ ہے کہ ثابت کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اس کے مسمی کا عین ہے جیسا کہ اہل السنہ کا مذہب اور اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: کہ اے اللہ! تیرے اسم سے میرے رب میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیرے اسم سے ہی میں اپنا پہلو اٹھاتا ہوں۔ اور اس کے بعد حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ ”تیرے اسم سے میں زندہ ہوتا ہوں اور تیرے اسم سے میں مرتا ہوں۔“ اس کا معنی یہ ہے کہ تو نے مجھے اپنا پہلو رکھنے کی قدرت دی ہے اس قدرت سے میں اپنے پہلو کو رکھتا ہوں اور تو نے جو مجھے اپنے پہلو

کو اٹھانے کی قدرت دی ہے اسی قدرت سے میں اپنے پہلو کو اٹھاتا ہوں اور تیرے زندہ کرنے سے میں زندہ ہوں اور تیرے مارنے سے میں مروں گا۔

ابن بطال کہتے ہیں چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دفعہ اسم کا ذکر کیا اور دوسری دفعہ اسم کا ذکر نہیں کیا، اگر اسم کا معنیٰ مسمی کا غیر ہوتا تو ان دونوں معنی میں تخالف ہوتا اور یہ واجب ہوتا کہ اللہ کا اسم اس کا غیر ہے اور یہ محال ہے، کیونکہ پھر میں تیرے نام سے پہلو رکھنے کا معنی ہوتا کہ میں تیرے غیر سے اپنا پہلو رکھتا۔ اور تیرے نام سے زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں اس کا معنی ہوتا کہ تیرے غیر سے زندہ ہوتا ہوں اور تیرے غیر سے مرتا اور یہ بات تو اللہ سے صریح کفر ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد بھی اس پر دلیل ہے کہ:

"فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ"23

"پس آپ اپنے رب عظیم کے اسم کی تسبیح کرتے رہیے۔"

ابن بطال یہ آیت بطور دلیل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"أي سبح ربك العظيم ونزهه باسمائه الحسنى، ولو كان اسمه غيره لكان الله أمر نبيه بتنزيه معنى هو غير الله وهذا مستحيل"24

یعنی آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے اور اس کے اسمائے حسنیٰ سے اس کی تنزیہہ بیان کریں، اور اگر اللہ کا اسم اس کا غیر ہوتا تو گویا اللہ اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ وہ غیر اللہ کی تسبیح بیان کریں اور غیر اللہ کی تنزیہہ بیان کریں اور یہ محال ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اللہ کا اسم اس کا غیر نہیں۔ اور اس کی دوسری دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ:

"تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"25

"آپ کے رب کا نام بڑا بابرکت ہے جو بہت بزرگی والا اور بہت عزت والا ہے۔"

اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ کے رب کا اسم "ذی الجلال والاکرام" ہے اگر اللہ کا اسم اس کا غیر ہو تو اس کا معنیٰ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کا غیر "ذی الجلال والاکرام" ہے۔[26]

اسمائے حسنیٰ کی تعداد:

جس طرح اللہ تعالیٰ کے اوصاف و کمالات کی کوئی انتہاء نہیں، اسی طرح اللہ جل شانہ کے اسماء کی کوئی تعداد مخصوص نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء کسی مخصوص تعداد میں معین و محصور نہیں۔ اسمائے حسنیٰ کی تعداد کے بارے میں امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب یوں قائم کیا ہے کہ:

"بَابٌ: إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا"27

"اس بات کا بیان کہ اللہ کے ایک کم سو نام ہیں۔"

اس کے بعد امام بخاریؒ ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث لے کر آئے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الجَنَّةَ"28

"بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، ایک کم سو، جس نے ان کا احاطہ کر لیا (یاد کر لیا) وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

اس حدیث سے بعض کو یہ اشکال ہوا کہ حدیث میں ننانوے کے عدد کو بطور حصر استعمال کیا گیا ہے لیکن ان کی یہ بات درست نہیں۔ یہ حدیث اللہ کے اسماء کو ننانوے میں منحصر کرنے کی دلیل نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اسماء میں سے ننانوے ایسے نام ہیں جن کو یاد کرنے سے جنت کا پروانہ مل جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"فَتَعْيِينُهَا لَيْسَ مِن كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ *بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِحَدِيثِهِ*" [29]

"حدیث کی معرفت رکھنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ ناموں کی تعیین کے سلسلے میں جو حدیث پیش کی جاتی ہے وہ نبی ﷺ کے اقوال میں سے نہیں۔"

اور مزید کہتے ہیں کہ یہ نام ولید نامی راوی نے اپنے بعض شامی شیوخ سے ذکر کیے ہیں جیسا کہ دیگر طرق حدیث میں واضح طور پر آیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس روایت کے طرق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"وَلَيْسَتِ العِلَّةُ عِنْدَ الشَّيْخَيْنِ تَفَرُّدَ الوَلِيدِ فَقَطْ بَلْ الِاخْتِلَافُ فِيهِ والِاضْطِرَابُ وتَدْلِيسُهُ واحْتِمالُ الإِدْراجِ"30

"اس حدیث کے ضعف سلسلے میں صرف ولید کا تفرد نہیں ہے بلکہ نقل متن میں اختلاف، اضطراب، تدلیس اور احتمال ساری علتیں ہو سکتی ہیں۔"

اللہ کے نام کسی مخصوص و معین تعداد میں محصور نہیں:

علمائے اہل السنہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نام کسی مخصوص تعداد میں محصور نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہے اور ان کی اصل تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ امام نوویؒ نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ اللہ کے بیشمار نام ہے۔[31] حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی ایک مرفوع روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو صحیح سند سے مسند احمد، مسند ابن ابی شیبہ، ابن حبان اور متدرک حاکم وغیرہ میں موجود ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے دعائیہ الفاظ یوں ہیں:

"أسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِن خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الغَيْبِ عِنْدَكَ"32

"اے اللہ میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے دعا کرتا ہوں جو تو نے اپنے لیے رکھا، یا اپنی کتاب میں اتارا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا وہ نام جو تو نے اب تک اپنے خزانہ غیب میں رکھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی کوئی مخصوص تعداد ہمیں معلوم نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام اس کی صفات کمالیہ کی طرح لامحدود ہیں۔[33]

کیا متعدد نام وحدت ذات کے منافی ہیں؟

جہمیہ کہتے تھے کہ اگر اللہ کے ایک سے زیادہ نام ہیں اور اسم کو مسمیٰ کا عین سمجھے تو گویا ایک سے زیادہ معبودوں کا ہونا ثابت ہو گا۔ ابن حجر فتح الباری میں ترجمۃ الباب "إِنَّ للهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا" کے تحت جہمیہ کا یہ اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وَنُقِلَ عَن إِسْحَاق بن رَاهْوَيْهِ عَنِ الْجَهْمِيَّةِ أَنَّ جَهْمًا قَالَ لَوْ قُلْتُ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا لَعَبَدْتَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِلَهًا قَالَ فَقُلْنَا لَهُمْ إِنَّ اللهَ أَمَرَ عِبَادَهُ أَنْ يَدْعُوَهُ بِأَسْمَائِهِ فَقَالَ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاء الْحسنى فَادعوهُ بهَا وَالْأَسْمَاءُ جَمْعُ أَقَلُّهُ ثَلَاثَةٌ وَلَا فَرْقَ فِي الزِّيَادَةِ عَلَى الْوَاحِدِ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ وَبَيْنَ التِّسْعَةِ وَالتسعين"34

یعنی اسحاق بن راہویہ نے جہمیہ سے نقل کیا ہے کہ جہم بن صفوان نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں تو گویا تم ننانوے معبودوں کی عبادت کرتے ہو۔ تو ہم نے کہا کہ: اللہ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ بندے اس کو اس کے اسماء کے ساتھ پکاریں اور اللہ نے یہ فرمایا کہ 'اللہ کے لیے اسماء حسنیٰ ہیں ان سے اسے پکارو اور لفظ اسماء جمع کا صیغہ ہے جو کم سے کم تین پر دلالت کرتا ہے اور ایک کے مقابلے میں جس طرح تین زائد ہیں بالکل اسی طرح ننانوے زائد ہیں۔

یعنی لفظ 'اسماء' کا استعمال کر کے جمع کا صیغہ اللہ نے خود اپنے ناموں کے لیے استعمال کیا ہے۔ لیکن وہ کثرت ذات پر دلیل نہیں۔ جہمیہ کے اس اعتراض کے بارے میں ابن بطالؒ نے جہاں پر اسم کو مسمی کا عین ثابت کیا وہاں پر اس کا جواب دیا وہ لکھتے ہیں کہ:

"فإن قال قائل: فإن قلتم: إن اسم الله هو هو فما معنى قوله (صلى الله عليه وسلم) : (إن لله تسعة وتسعين اسمًا) وكيف تكون الذات الواحدة تسعة وتسعون شيئًا؟ قالوا: وهذا كفر ممن قال به، فبان من هذا الحديث أن اسمه غيره. فالجواب: أنه لو كان اسمه غيره لم يأمر نبيه بتنزيه مخلوق غيره على ما قدمناه، ونرجع إلى تأويل الحديث فنقول: إن المراد بقوله: تسعة وتسعين اسمًا التسمية؛ لأنه فى نفسه واحد والاسم يكون بمعنيين يكون بمعنى المسمى، ويكون بمعنى التسمية التى هى كلامه فالذى بمعنى المسمى يقال فيه: هو المسمى، والذى بمعنى التسمية لا يقال فيه: هو المسمى"35

ابن بطال کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا اسم اس کی ذات کا عین ہے تو پھر اس حدیث کا کیا معنی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسم ہیں، پس ذات واحدہ ننانوے کیسے ہو گی اور یہ کہنا کفر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ننانوے اسم ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کی تسمیہ ننانوے ہیں اور اسم کے دو معنی ہیں، اسم کا معنی مسمیٰ بھی ہے اور اسم کا معنی تسمیہ بھی ہے، اور جو اسم تسمیہ کے معنی میں ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ مسمی کا عین ہے۔

معطلہ کا اسماء کے معانی کو سلب کرنا (اللہ کے اسماء اعلام واوصاف ہیں):

معطلہ اللہ کے ناموں کے معانی کو نہیں مانتے۔ چنانچہ ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ 'السمیع' لیکن 'بلا سمع' یعنی سنتا نہیں، 'بصیر' ہے لیکن بلا بصر یعنی دیکھتا نہیں۔ 'عزیز' ہے لیکن 'بلا عزۃ' یعنی غلبہ حاصل کرنے والا نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام علم ہیں اس لحاظ کہ وہ اس کی ذات پر دلالت کرتے ہیں، نیز وہ سب کے سب وصف بھی ہیں اس لحاظ سے کہ ان تمام ناموں کے اندر جو معانی ہیں وہ اس کی ذات کے ساتھ صفات کی حیثیت سے قائم ہیں۔اس حقیقت کو قرآن نے یوں بیان کیا کہ: وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ[36] اور دوسری جگہ فرمایا:وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ[37]

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ایک نام الرحیم بھی ہے جبکہ دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ رحمت والا یعنی صفت رحمت سے متصف ہے۔ پھر لغت اور عرف عام میں یہ بات اجماع کا درجہ رکھتی ہے کہ 'علیم' اسے ہی کہا جائے گا جس میں صفت علم ہو گی اور 'سمیع' اسے ہی کہا جائے گا جس میں سمع کا وصف ہو۔[38]

اس وضاحت کو سمجھنے کے بعد اگر تراجم ابواب پر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ امام بخاریؒ نے ایسے لوگوں کا سختی سے رد کیا ہے جنھوں نے اسمائے باری تعالیٰ کے معانی کو سلب کیا۔امام بخاریؒ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں کہ:

"بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: (قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الأَسْمَاءُ الحُسْنَى)"39

ترجمۃ الباب کے تحت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ سے مروی حدیث لے کر آئے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لاَ يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لاَ يَرْحَمُ النَّاسَ"40

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

ترجمۃ الباب میں اللہ کے لیے اسم "الرحمٰن" کا اثبات قرآن کریم سے فرمایا اور اس کے بعد حدیث سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت رحم کا اثبات کیا۔

اسی طرح امام بخاریؒ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں کہ:

"بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو القُوَّةِ المَتِينُ"41

ترجمۃ الباب کے تحت ابو موسیٰ اشعری سے مروی حدیث لے کر آئے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ، يَدَّعُونَ لَهُ الوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ"42

"اذیت ناک اور تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مشرکین اس کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں اور وہ اس کے باوجود انھیں عافیت اور رزق عطا کرتا ہے۔"

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں قرآن کریم کی آیت سے اللہ کے لیے اسم 'الرزاق' کا اثبات کیا اور اس کے بعد آپ ﷺ کے فرمان سے اللہ کی صفت رزاقیت کو ثابت کیا اور معطلہ کا رد کیا جو اللہ کے اسماء میں موجود صفات کا انکار کرتے ہیں اور اسماء سے معانی کو سلب کرتے ہیں اس طرح الجامع الصحیح کے متعدد ابواب میں امام بخاریؒ نے ان صفات کا اثبات کیا ہے جو اسماء کے معانی پر مشتمل ہیں۔

خلاصہ بحث:

توحید اسماء و صفات کا دین میں مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے اور اس کی اہمیت نہایت عظیم ہے۔ انسان کے لیے اس وقت تک مکمل و اکمل طریقے سے اللہ کی عبادت کرنا ممکن نہیں جب تک اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اسماء و صفات کا صحیح طریقے سے علم نہ ہو۔ اس علم کی برکت سے وہ بڑی بصیرت کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکتا ہے۔ اسمائے باری تعالیٰ کے متعلق جاننا، ان کا علم حاصل کرنا اور ان پر صدق دل سے یقین رکھنا ایمان میں اضافے کا سبب ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے۔ بعض گروہوں نے اللہ کے اسماء کے متعلق قرآن و سنت میں وارد نصوص کی بجائے اپنی ذاتی اختراعات کو ترجیح دی اور وہ اسمائے باری تعالیٰ کے تعلق سے گمراہی کا شکار ہوئے۔ جیسے جہمیہ نے اسماء کو اللہ کا غیر قرار دے کر مخلوق بنا دیا اور معطلہ نے ناموں سے ان کے معانی کو سلب کر لیا۔ امام بخاریؒ نے کتاب التوحید کے تراجم میں اسمائے باری تعالیٰ سے متعلق قرآن و سنت کی نصوص سے اہل السنہ کا منہج بیان کیا۔ اللہ کے لیے اسماء کا اثبات اور ان اسماء کا توقیفی ہونا یعنی ان کے تعیین میں عقل کا کوئی دخل نہیں کے بارے میں دلائل پیش کیے ہیں۔ اسم اور مسمیٰ

کی عینیت سے جہمیہ کا انکار اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے ضمن میں ناموں کے معانی کا اثبات بیان کر کے معطلہ کی گمراہی کا جواب دیا ہے۔

حوالہ جات

1 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، صحیح بخاری، (محقق: زہیر بن ناصر)، دار الطوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، حدیث: ۷۳۹۲

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, Sahih Bukhari, (Editor: Zahir bin Naser), Dar al-Tawq al-Najah, Beirut, 1422 AH, Hadith: 7392

2 سورۃ الزمر: ٦٧

Surah Az-Zumar: 67

3 اشعری، علی بن اسماعیل، ابو الحسن، مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین، دار فنایز، المانیا، ۱۴۰۰ھ ص، ۱۷۲

Ash'ari, Ali bin Ismail, Abu al-Hasan, Maqalat al-Islamiyyin wa Ikhtilaf al-Musallin, Dar Fanayez, Germany, 1400 AH, p. 172

4 سورۃ بنی اسرائیل: ۱۱۰

Surah Bani Isra'il: 110

5 سورۃ الفرقان: ٦٠

Surah Al-Furqan: 60

6 سورۃ الاعراف: ۱۸۰

Surah Al-A'raf: 180

7 سورۃ طہ: ۸

Surah Taha:8

8 سورۃ الاعلیٰ: ۰۱

Surah Al-Ala: 1

9 بخاری، حدیث: ۷۳۹۴، ۶۳۱۴

Bukhari, Hadith:6314,7394

10 توقیفی: شریعت پر موقوف ہونا اگر شریعت نے بتایا ہو تو ہمیں معلوم ہو ورنہ نہیں۔ جب کہ اجتہادی کا مطلب یہ ہے کہ جس کا علم انسان غور و فکر کر کے عقلی دلائل سے بھی حاصل کر سکتا ہو۔

11 ابن حجر، ابو الفضل، شہاب الدین، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، (بترقیم: فؤاد عبد الباقی)، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ج، ۱۱، ص، ۲۲۳

Ibn Hajar, Abu al-Fadl, Shihab al-Din, Ahmad bin Ali, Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, (Tarqeem: Fouad Abdul-Baqi), Dar al-Ma'arifah, Beirut, 1379 AH, Vol. 11, p. 223

[12] ابن عطیہ، عبدالحق بن غالب، الاندلسی، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، (محقق: عبدالسلام عبدالشافی)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج،۳، ص،۴۹۲

Ibn Hajar, Abu al-Fadl, Shihab al-Din, Ahmad bin Ali, Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, (Tarqeem: Fouad Abdul-Baqi), Dar al-Ma'arifah, Beirut, 1379 AH, Vol. 11, p. 223

[13] قرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ. الجامع لاحکام القرآن، (تحقیق: احمد البردونی، ابراہیم اطفش)، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ، ج،۱۰، ص،۳۴۳

Qurtubi, Muhammad bin Ahmed, Abu Abdullah, Al-Jami' Li Ahkam al-Quran, (Editor: Ahmed al-Bardoni, Ibrahim Atfash), Dar al-Kutub al-Misriyah, Cairo, 1384 AH, Vol. 10, p. 343

[14] سورۃ الاسراء:۳۶

Surah Al-Isra:36

[15] سورۃ الاعراف:۳۳

Surah Al-A'raf:33

[16] سلیم اللہ خان، مولانا، کشف الباری عمافی صحیح البخاری، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، ۱۴۳۴ھ، ج،۲۲، ص،۳۲۴

Saleemullah Khan, Maulana, Kashf al-Bari Amma Fi Sahih al-Bukhari, Maktaba Farooqiya, Karachi, 1434 AH, Vol. 22, p. 324

[17] ابن جریر طبری، محمد بن جریر، ابوجعفر، صریح السنۃ، (محقق: بدر یوسف المعتوق)، دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، کویت، ۱۴۰۵ھ، ص،۱۶

Ibn Jarir al-Tabari, Muhammad bin Jarir, Abu Ja'far, Sar'ih al-Sunnah, (Editor: Badr Youssef al-Mutuq), Dar al-Khalifah for Islamic Books, Kuwait, 1405 AH, p. 16

[18] الالکائی، ہبۃ اللہ بن الحسن، ابوالقاسم، شرح اصول اعتقاد اہل السنہ والجماعۃ، دار طیبۃ، سعودیۃ، ۱۴۲۳ھ، ج،۲، ص،۲۳۲

Al-Alkai, Habibullah bin Al-Hasan, Abu al-Qasim, Sharh Asul I'tiqad Ahl al-Sunnah wa al-Jama'ah, Dar Tayba, Saudi Arabia, Vol. 2, p. 232

[19] شرح السنہ للالکائی، ج،۲، ص،۲۳

Sharh al-Sunnah Lalakai, Vol. 2, p.232

[20] فتح الباری، ج،۱۳، ص،۳۷۸

Fath al-Bari, Vol. 13, p. 378

[21] بخاری، ج،۹، ص،۱۱۹

Bukhari, Vol. 9, p. 119

[22] ابن بطال، علی بن خلف بن عبدالملک، ابوالحسن، شرح صحیح البخاری، (محقق: ابوتمیم یاسر بن ابراہیم)، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۲۳ھ، ج،۱۰، ص،۴۲۳

Ibn Battal, Ali bin Khalaf bin Abd al-Malik, Abu al-Hasan, Sharh Sahih al-Bukhari, (Editor: Abu Tamim Yasser bin Ibrahim), Maktabat al-Rushd, Riyadh, 1423 AH, Vol. 10, p. 423

23 سورۃ الواقعہ:۷۴

Surah Al-Waqi'ah: 74

24 شرح بخاری لابن بطال:ج،۱۰،ص،۴۲۳

Sharh Bukhari by Ibn Battal, Vol. 10, p. 423

25 سورۃ الرحمٰن:۷۸

Surah Ar-Rahman:78

26 غلام رسول سعیدی، نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ضیاءالقرآن پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۱۴ء، ج،۱۶،ص،۶۱۴

Ghulam Rasool Saeedi, Naim al-Bari Fi Sharh Sahih al-Bukhari, Zia-ul-Quran Publications, Karachi, 2014 CE, Vol. 16, p. 614

27 بخاری،ج،۹،ص،۱۱۸

Bukhari,Vol. 9, p.118

28 بخاری:۷۳۹۲

Bukhari:7392

29 مجموع الفتاوی:ج،۶،ص،۳۸۲

Majmu' al-Fatawa, Vol. 6, p. 382

30 فتح الباری،ج،۱۱،ص،۲۱۵

Fath al-Bari, Vol. 11, p. 215

31 کشف الباری،ج،۲۲،ص،۳۲۶

Kashf al-Bari, Vol. 22, p. 326

32 مسند احمد:۴۳۱۸

Musnad Ahmad: 4318

33 غزالی، ابوحامد، المقصد الاسنی فی شرح اسماء الحسنٰی، مکتبۃ القرآن، قاہرہ، ص،۱۴۷

Ghazali, Abu Hamid, Al-Maqsid Al-Asni Fi Sharh Asma' al-Husna, Maktaba al-Quran, Cairo, p. 147

34 فتح الباری،ج،۱۳،ص،۳۷۸

Fath al-Bari, Vol. 13, p. 378

35 شرح ابن بطال،ج،۱۰،ص،۴۲۴

Sharh Ibn Battal,Vol.10, p.424

36 سورۃ الاحقاف:۸

Surah Al-Ahqaf: 8

37 سورۃ الکہف:۵۸

Surah Al-Kahf: 58

38 القواعد المثلیٰ: ص، ۳۴

Al-Qawaid Al-Muthla: p. 34

39 بخاری، ج،۹، ص، ۱۱۵

Bukhari, Vol. 9, p. 115

40 بخاری، حدیث:۷۳۷۶

Bukhari, Hadith: 7376

41 بخاری، ج،۹، ص، ۱۱۵

Bukhari, Vol. 9, p. 115

42 بخاری، حدیث:۷۳۷۸

Bukhari, Hadith: 7378